Lesson 23. Al-Baqarah (Ayaat 189 - 196): Day 84 سُوۡرَۃُ البَقَرَۃ کی تفسیر

اب موضوع بدلتا ہے۔

وَقَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ

﴿۱۹۰﴾ اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو مگر زیادتی نہ کرنا کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اللہ کے راستے میں لڑائی کرو۔ صرف اُن لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں۔ جیسے کے میں نے پہلے بتایا، سورۃ البقرہ میں چار موضوع ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ یہ چار رنگ کی لڑیاں ہیں جو ملا کر پروئی گئی ہیں۔

عبادات میں حج کا ذکر آیا کہ تمہیں وہاں جا کر حج کرنا ہے، معاملات میں انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر آیا۔ یہ کچھ آیات ٦ ہجری میں نازل ہوئیں کہ جیسے مشرکین مکّہ نے تمہیں وہاں سے نکال دیا تھا اور ابھی تک تم سے دشمنی کر رہے ہیں وہ اگر تم سے لڑتے ہیں تو تم بھی اُن سے جہاد کرو۔ نبی پاکؐ کو مکّہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔

نبی پاکؐ کو خواب آیا کہ آپؐ عمرہ کر رہے ہیں۔ اب نبیؐ کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ نبی پاکؐ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ ہم عمرے کے لئے جائیں گے۔ سب احرام پہن کر تیار ہو گئے اور ھدی کے جانور بھی قربانی کے لئے ساتھ لے لئے۔ جب آپؐ کا قافلہ حدیبیہ کے مقام پر پہنچا تو مشرکینِ مکّہ نے آپؐ کے گروپ کو روک دیا اور اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا کہ اس دفعہ ہم آپ سب کو عمرہ نہیں کرنے دینگے۔ آپ سب اگلے سال آجائیں۔

پھر وہاں پر صلح حدیبیہ کے نام سے ایک معاہدہ ہُوا جس میں دس کڑی شرائط رکھی گئیں۔ یہ معاہدہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان ہُوا۔ سورۃ فتح میں اس کا تذکرہ آئے گا۔

اگر مسلمان لڑنے والے ہوتے تو وہاں ایک جنگ ہو جاتی۔ کیونکہ دیکھا جائے تو مشرکین کسی کو بھی عمرے سے نہیں روک سکتے تھے۔ لیکن نبی پاکؐ نے امن کا پیغام دیا اور مسلمانوں کو لڑائی سے روک دیا۔ بالکل منزل کے قریب تھے اور اتنے دنوں کی مسافت سے تھک بھی چکے تھے لیکن اسلام ہمیں امن اور صبر کا پیغام دیتا ہے۔

یہ بالکل اس کے اُلٹ جو آج مسلمانوں کو جذباتی اور جنونی دِکھایا جارہا ہے۔ بدقسمتی سے کچھ مسلمانوں کی وجہ سے اسلام کا نام بدنام ہو رہا ہے۔

صلح حدیبیہ سے واپسی پر یہ آیات نازل ہوتی ہیں کہ اب اگر مشرکین آپ سے جنگ کریں تو آپ بھی اُن سے لڑائی کریں۔ "مگر زیادتی نہ کرنا کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔" صرف ان سے جو آپ سے لڑیں۔ مکّہ میں مسلمانوں پر ظلم ہوتا رہا۔ لیکن کیونکہ تعداد کم تھی تو لڑائی کی اجازت نہیں تھی۔ پھر مدینہ میں بھی چھے سال ہو چکے تھے۔ اب حکم دیا جارہا ہے کہ اپنی جان، مال اور عزّت بچانے کی اجازت ہے۔ زیادتی کے سامنے کھرے ہونے کی اجازت ہے۔

نبی پاکؐ کا حکم تھا کہ عورتوں، بچّوں اور بوڑھوں کو کچھ نہ کہنا۔ عام معصوم شہری کو کچھ نہیں کہنا۔ جو عبادت گاہ میں چھپ جائے وہ محفوظ ہے۔ جو جنگ کرے صرف اُسی سے جنگ کریں۔

وَاقۡتُلُوۡهُمۡ حَيۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡهُمۡ وَاَخۡرِجُوۡهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ اَخۡرَجُوۡكُمۡ وَالۡفِتۡنَةُ اَشَدُّ مِنَ

الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩١﴾ اور ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکے سے) وہاں سے تم بھی ان کو نکال دو۔

اس سے مراد ہے کہ جب وہ جنگ شروع کریں۔ اس کو خاص طور پر سمجھ لیں کہ جب کوئی آپ پر زیادتی کرے تو پھر آپ بھی واپس اس سے بدلہ لیں۔ جنگ دو طرح کی ہوتی ہے۔

Defensive اور offensive

دفاعی جنگ۔ Defensive کہ کسی نے حملہ کیا تو آپ اپنا دفاع کریں اور واپس اس سے لڑائی کریں۔ دشمن آپ کو مارنے آئے تو اس سے مقابلہ کریں۔ بہادری سے لڑو۔ جب جنگ چھڑ جائے تو پھر آپ آگے بڑھ کر بدلہ لو۔ اس بات کا انتظار نہ کرو کہ پہلے وہ حملہ کرے گا پھر میں جواب دونگا۔

اب آج کل کیا ہو رہا ہے کہ جو نہی کہیں افواہ پھیلتی ہے۔ مسلمان کا نام لیا جا رہا ہے۔ میڈیا بھی حرکت میں آ جاتا ہے۔ آج ہم خود ایسے ہیں کہ اللہ کی مدد نہیں آ رہی۔

اللہ کی مدد مسلمان کے ساتھ تب آتی ہے جب ہم اسلام پر عمل کرتے ہیں۔ جب تک کوئی قوم اپنی کتاب سے جُڑی رہتی ہے تو اللہ دشمن پر اُن کا رعب طاری کر دیتا ہے۔ جب ہم کتاب پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ کی مدد نہیں آتی۔ ہم کتاب کو بس تعویز بنا لیتے ہیں۔ اس کو پڑھ کر سمجھ کر اس پر عمل نہیں کرتے۔ سیرتِ نبیؐ کو اہمیت نہیں دیتے تو دنیا میں ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں۔

صحیح روایت میں آتا ہے کہ موسیٰؑ نے اللہ سے پوچھا کہ یا اللہ مجھے کیسے پتا لے کہ آپ ہم سے خوش ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ جب تم یہ دیکھو کہ تمھارے اوپر اچھے حکمران ہیں۔ تمہارے لیڈرز ملک و ملّت کی دیکھ بھال کرنے والے ہیں تو سمجھ لینا کہ میں تم سے راضی ہوں۔ اگر تم یہ دیکھو کہ تمھارے بُرے لوگ حکمران ہیں۔ لالچی اور خود غرض لیڈرز ہیں تو سمجھ لینا میں تم سے ناراض ہوں۔

آپ بتائیں کہ ہمیں کیا لگتا ہے کہ اللہ ہم سے راضی ہے یا اللہ کا غضب مسلمانوں پر آیا ہُوا ہے؟

اللہ کے ناراض ہونے کی بھی وجہ ہے؟ مسلمان نے اللہ کی کتاب کو چھوڑ دیا ہے۔

"اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فساد قتل و خونریزی سے کہیں بڑھ کر ہے" فتنہ کیا ہے؟

PRECUCATION کہ کسی کو اس کے مذہب پر عمل کرنے سے روک دیا جائے۔ کسی پر ظلم کیا جائے۔ الزام لگا دیا جائے۔ مکّہ کے تیرہ سال مذہبی استحصال کے تھے۔ آپ نے سُنا کہ کیسے مسلمانوں پر کیسے ظلم کئے گئے۔ کیسے بی بی سمعیہؓ پر ابو جہل نے ظلم کیے۔ کیسے بلالؓ پر ظلم کئے۔

آج دیکھ لیں مسلمانوں پر کیسے ظلم کرتے ہیں۔ اسلام کا روّیہ ٹکراؤ کا نہیں ہے۔ اسلام کو مزاج ہے کہ چھوڑ دو، راستہ دیکھ لیں اور دوسری طرف سے گزر جائیں۔ دوسرے سے لڑائی سے بچاؤ کی کوشش کرو۔ مکّہ کی حدود میں لڑائی نہیں کر سکتے۔

"اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں ان سے نہ لڑنا۔ ہاں اگر وہ تم سے لڑیں تو تم ان کو قتل کر ڈالو۔ کافروں کی یہی سزا ہے"

نبی پاکؐ کا اس وقت کا صبر کام آگیا۔ اس میں کئی حکمتیں بعد میں نظر آئیں۔ مسلمان کو لڑائی شروع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی کرے تو دفاع کرے۔ جب کوئی حرم میں لڑائی شروع کرے تو اس کو قتل کر دو۔ مشرکین بھی حرم میں لڑائی نہیں کرتے تھے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اور اگر وہ باز آجائیں تو خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے ﴿۱۹۲﴾ اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (ملک میں) خدا ہی کا دین ہو جائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیئے)۔

پہلے کیا حکم ہے کہ دشمن آگیا ہے تو مقابلہ کرو۔ آگے حکم ہے کہ وہ آنے والا ہو تو؛ نبی پاکؐ کی زندگی میں غزوۂ خندق کی جنگیں یہ سب دفاعی جنگیں تھیں۔ اگر وہ مکّہ میں آتے تھے تو دفاع کیا گیا۔ دشمن نے پہل کی مسلمان نے مقابلہ کیا۔

اس کے بعد کی تبوک تک کی تمام جنگیں پھر خود شروع کی گئیں۔ اسلام پُرامن مذہب ہے۔ اسلام جنگ اور لڑائی پسند نہیں کرتا۔ مومن تو اپنے ہاتھ اور زبان سے تکلیف نہیں دیتا لیکن مومن موت سے نہیں ڈرتا۔ جب مقابلے کا وقت آئے تو مسلمان بہادر ہے۔

اگر وہ معافی مانگیں تو معاف کر دو۔

اگر مسلمان کی جان، مال اور عزّت پر حملہ ہو گا تو مسلمان بزدل نہیں ہے وہ آگے بڑھ کر مقابلہ کرے گا۔ دشمن جنگ کرے یا مسلمان کو روکے تو پھر اپنے حق کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

آج پوری دنیا میں مذہبی آزادی ہیں۔ سب جو مرضی کرتے ہیں کوئی مذہب پر عمل کرے یا نہیں کسی کو مسئلہ نہیں ہوتا لیکن مسلمان کے عمل سے تکلیف ہوتی ہے۔

ہر ملک میں اُسی ملک کا قانون چلتا ہے۔ یہ پوری کائنات اللہ کی ہے۔ ساری دنیا کا حاکم اللہ کا ہے۔ اس پر اللہ کا نظام چلنا چاہیئے۔ زیادہ تر کافر ملک ہیں اللہ کے ملک پر کافروں نے قبضہ کیا ہے۔ اللہ حلیم اور صبور ہے پھر بھی کچھ نہیں کہتا۔ وہ دن بھی ضرور آئے گا جس دن پوری دنیا پر اللہ کے نام کا جھنڈا لہرائے گا۔ اور یہ اس وقت ہو گا جب عیسیٰؑ آئیں گے اور نبی پاکؐ کے اُمّتی کی حیثیت سے سب مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیڈر ہونگے۔ صرف یہود ان سے دشمنی کرینگے۔

پھر پوری دنیا میں برکت اور سکون ہو گا۔ ایک بکری کا دودھ پورے خاندان کے لئے کافی ہو گا،

ایک انار سب گھر والوں کے لئے کافی ہو گا۔ انشاءاللہ وہ وقت بھی آئے گا۔

پہلے تیرہ سال مسلمانوں کی تربیت ہوتی رہی۔ اب اُن کو ہمت دلائی گئی اور بہادری اور امن کو پیغام دیا گیا۔ تا کہ مسلمان بزدلی نہ دکھائے۔

اَلشَّهۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ وَالۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ فَاعۡتَدُوۡا عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۹۴﴾

ادب کا مہینہ ادب کے مہینے کے مقابل ہے اور ادب کی چیزیں ایک دوسرے کا بدلہ ہیں۔

پس اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی وہ تم پر کرے ویسی ہی تم اس پر کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حرمت والے مہینے میں اگر دوسرا فریق بھی اس کی حرمت کا خیال رکھے تو پھر ٹھیک لیکن اگر تم پر کوئی حرمت والے مہینے میں حملہ کرے تو پھر آپ کو بھی اجازت ہے کہ اُن کے حملے کا بہادری سے جواب دو۔ چار مہینے زیقعد، زوالحج، محرم، رجب یہ حرمت والے مہینے ہیں۔

جب سے دنیا بنی ہے یہ چار مہینے کا ادب اور احترام قائم رہا۔ یعنی ہمیشہ سے حرمت والے ہیں۔ ان میں لڑائی جھگڑا نہیں کرنا۔ باپ کے قاتل کو بھی کچھ نہیں کہنا۔

ایک واقعہ ہُوا کہ مسلمانوں سے غلطی سے ایک قتل ہو گیا۔ جنگوں میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ اگلے مہینے کا چاند نکل آیا تھا اور مسلمانوں کو وہ گروپ سمجھا ابھی حرمت والا مہینہ شروع نہیں ہوا۔

مکّہ والوں نے شور شروع کر دیا کہ دیکھو مسلمان حرمت والے مہینے کا خیال نہیں رکھتے۔ اس لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اگر کوئی خیال نہیں رکھتا تو مسلمان کو قتل کی اجازت ہے۔

مسلمان کو اجازت ہے کہ زیادتی کا جواب دیا دے سکتا ہے۔ لیکن یہ سب اللہ کے لئے کیا جائے تو بہتر ہے۔ لڑائی ذاتی مقاصد کے لئے نہ ہو۔ جہاد اللہ کی خاطر کیا جائے۔

ایک دفعہ علیؓ نے ایک مشرک پر قابو پالیا تو اس نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا، آپؓ نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا یہ کیا کیا، اب تو آپ نے مجھ پر قابو پالیا تھا۔ علیؓ نے جواب دیا کہ پہلے میں اللہ کے لئے

لڑ رہا تھا اب شائد اس غصّے میں تمہیں قتل کر دیتا کہ تم نے میرے منہ پر تھوکا۔ جذبات پر قابو پانا چاہیئے۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی دیکھیں۔ دشمن سے لڑائی میں بھی تقویٰ کا خیال رکھیں۔

حج سے قتال کی بات آئی۔ اللہ کے دین کو روپے اور پیسے کی ضرورت ہے۔

اللہ کے دین کو غالب کرنے کی بات آرہی ہے۔ تو کیا چاہیئے۔ ہمیں اب رقم کی ضرورت ہو گی۔ اگلی آیات میں یہی حکم آرہا ہے۔

وَاَنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَيۡدِيۡكُمۡ اِلَى التَّهۡلُكَةِ ۛۚ وَاَحۡسِنُوۡا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۹۵﴾

اور خدا کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

جب مسلمان اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے۔ جیسے ہم اُردو میں کہتے ہیں کہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا اسی طرح عربی میں کہتے ہیں۔ "تُلۡقُوۡا بِاَيۡدِيۡكُمۡ اِلَى التَّهۡلُكَةِ اپنے آپ کو ہلاک کرنا"۔ جب تبوک کی جنگ کا وقت آیا تو مومنین نے اپنا مال اللہ کی راہ میں دے دیا۔ اب بھی اگر ضرورت پیش آئے اور ہم اللہ کی راہ میں خرچ نہ کریں تو جن لوگوں نے سنبھال کر رکھ لیا تو وہ ہلاک ہو گئے۔

کیونکہ دشمن کو پتا چلتا ہے کہ ہم نے شاپنگ کرنی ہے، منگنی اور شادی پر خرچ کرنا ہے لیکن اللہ کی راہ میں نہیں۔ اس لیئے اللہ کی مدد نہیں آتی۔ ہم ڈی جے کو پیسے دینگے لیکن زکوٰۃ کیسے دیتے ہیں؟

اللہ کو ہمارے مال کی کیا ضرورت؟ اللہ نے تو پہاڑوں میں سونا اور ہیرے رکھ دئے۔

ایک تو ہمارے اندر تقویٰ ہی نہیں۔ ہم اپنی اُترن دیتے ہیں۔ دوسرا ہم اتنے سُست ہیں کہ دنیاوی طور پر بھی پیچھے ہیں۔ ہم اپنے خزانوں پر سانپ بن کر بیٹھے رہتے ہیں۔

دیکھ لیں کیسے دین کے کام ہو رہے ہیں؟ اللہ کے ساتھ جوائینٹ اکاؤنٹ بنالیں۔ کہ جب تک موقع نہیں آتا ہم خرچ کریں اور جب اللہ موقع دے تو کھل کر اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ اپنے دل میں اللہ سے محبت پیدا کریں۔ کہ یااللہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں تیرا شکر تو نے مجھے سب کچھ دیا ہے۔ کچھ میرا ہے باقی تیری راہ میں خرچ کرتی ہوں۔ تاکہ باقی ہمارے بعد دوسروں کے کام آنے سے پہلے ہماری آخرت میں ہمارے کام آئے۔

یہاں الْمُحْسِنِيْنَ محسن حُسن سے ہے۔ کہ اللہ کا کام حسین طریقے سے کریں۔"اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ"۔

قرآن میں تقریباً پندرہ بار یہ ذِکر آیا ہے کہ اللہ کن سے محبت کرتا ہے۔

اللہ کن سے محبت کرتا ہے۔ یہ لیکچر نورالقرآن ویب سائٹ سے سُنیں۔

انس بن نظرؓ نے اللہ کے نبیؐ سے پوچھا۔ یارسولؐ اللہ یہ بتائیں کہ اللہ بندے کی کس بات پر مسکراتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب بندہ کسی ہتھیار یا زرّہ کے بغیر کے میدانِ جنگ میں جاتا ہے۔ انہوںؓ نے فوراً زِرّہ اُتاری اور شہادت پائی۔

ہمارے اندر جذبوں کی کمی ہے یا تو ہم جوش میں آ جاتے ہیں اور یا پھر پرواہ ہی نہیں کرتے۔ ہماری نماز ہی دیکھ لیں۔ اللہ سے رابطہ جوڑ لیں۔ اللہ سے باتیں کریں۔

آج دنیا کی محبت کی وجہ سے ہم دین کی جگہوں میں صفائی کا حال دیکھ لیں۔ کیا ایسی جگہ فرشتے آئیں گے ؟ رحمت ہو گی ؟ مسلمان صاف سُتھرا ہوتا ہے۔ دین کی جگہوں کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

ایک دفعہ جبرائیلؑ ایک انسان کی شکل میں نبی پاکؐ کے پاس تشریف لائے اور کچھ سوال کئے۔ اس حدیثؐ کو اُمّ السنّہ کہتے ہیں۔ انہوں نے کچھ سوال کئے نبی پاکؐ نے جواب دئے۔ انہوں نے پوچھا کہ احسان کیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کی ایسے عبادت کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو۔ اگر اس کو دیکھ نہیں پاتے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا۔

اللہ سے باتیں کریں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمارا دل کھول دے۔

اب نبی پاکؐ اور صحابہ کرامؓ حدیبیہ سے واپس چلے گئے۔ اگلے سال تین دن کی اجازت ہو گی کہ آ کر عمرہ کر جانا۔ اب مسلمانوں کو واپس آنا پڑا تو احرام کھول دئے گئے اور قربانی کر لی۔

اگر آپ عمرے کے لئے نکلے لیکن پہنچ نہ سکے۔ بیمار ہو گئے یا کوئی مسئلہ ہو گیا تو اس کے بدلے میں دم دیں یعنی خون بہائیں۔ ایک جانور ذبح کر دیں۔ اُحْصِرَ ا ح ص ر۔ اگر عمرہ مکمل نہیں ہوا تو یہ قربانی کفّارہ ہے۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ

فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا
اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ
تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا
اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾

اور خدا (کی خوشنودی) کے لئے حج اور عمرے کو پورا کرو۔

حدیبیہ میں مشرکین نے نبی پاکؐ اور صحابہ کرامؓ کو عمرے کی اجازت نہیں دی۔ عمرے سے روک دینے کے بعد نبی پاکؐ نے فرمایا کہ احرام اُتار دیں اور قربانی یہیں کر دیں۔ صحابہ کرامؓ صدمے کی حالت میں تھے۔ وہ بالکل ویسے ہی بیٹھے رہے۔ نبی پاکؐ انتہائی دُکھ کی حالت میں تھے زندگی میں پہلی بار صحابہ کرامؓ کو حکم دیا اور کوئی بھی عمل کے لئے نہیں اُٹھا۔ امہات المومنین میں سے اُمّ سلمہؓ ساتھ تھیں۔ انہوں نے اللہ کے نبیؐ کی ہمت بندھائی۔ اللہ کے نبیؐ نے احرام اُتارا، بال کاٹنے لگے تو سب صحابہ کرامؓ نے پیروی کی۔ یہ سب بیت اللہ کی محبت میں گئے۔ لیکن عمرہ مکمل نہ کر سکے۔

اللہ کی سُنّت یہ ہے کہ انسان کو آزماتا ہے۔ یہاں سب کی آزمائش کوئی اور کچھ عرصے بعد جلد ہی فتح مکّہ کی خوش خبری مل گئی۔

"اور اگر (راستے میں) روک لئے جاؤ تو جیسی قربانی میسر ہو (کر دو) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ۔"

اگر ہمارے اوپر کوئی ایسا موقع آجائے۔ تو حرم کی حدود میں جانور ذبح کروانا ہے۔ خواتین صرف تھوڑے سے بال کاٹتی ہیں۔ آپ اس کی تفصیل کتاب الحج میں پڑھیں گے۔

اور اگر کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو تو (اگر وہ سر منڈا لے تو) اس کے بدلے روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے پھر جب (تکلیف دور ہو کر) تم مطمئن ہو جاؤ تو جو (تم میں) حج کے وقت تک عمرے سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ جیسی قربانی میسر ہو کرے۔۔۔

لیکن اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو تو اس کو اجازت ہے۔ کعب بن عجلہؓ مدینہ سے نکلے، راستے کی مشکلات، گرمی سے جوئیں پڑ گئیں۔ ان کو مارنے کی اجازت نہیں تھی۔ مکّہ گئے۔ بال کاٹنے پڑے۔

اگر احرام میں بال کاٹ لئے تو فدیہ دو، یا روزہ رکھو یا قربانی کرو۔ اس قربانی کو دمِ جنایہ کہتے ہیں۔ فدیہ چھے مسکینوں کا کھانا یا ایک بکری کی قربانی ہے۔

نبی پاکؐ سے پہلے مشرکین ایک ہی سفر میں حج اور عمرے کو منحوس سمجھتے تھے۔ لیکن اللہ نے اجازت دی ہے کہ آپ اکٹھے حج اور عمرہ کر سکتے تھے۔

مشرکین شوال زیقعد اور زوالحج میں حج کے لئے جاتے اور ویسے عمرہ کرتے۔

عام طور پر ہم ایک عمرہ کرتے ہیں پھر احرام کھول لیتے ہیں۔ کچھ دن بعد ے تاریخ کو دوبارہ احرام باندھ لیتے ہیں۔ ایک ہی سفر میں عمرہ کریں پھر دوبارہ حج کا احرام باندھ لیں تو اسے حجِ تمتع کہتے ہیں۔ جانور وہاں سے خریدتے ہیں۔

نبی پاکؐ نے جو حج کیا تھا اُسے حجِ قِران کہتے ہیں۔ اس میں قربانی کا جانور ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ لفظ قِران کے معنی ہیں۔ جُڑی ہوئی چیز۔ یعنی قربانی کے ساتھ حج۔ اس میں عمرہ کر کے آپ اُسی احرام میں رہتے ہیں اور پھر کچھ دن بعد حج شروع کر دیتے ہیں۔

نبیؐ نے فرمایا: کہ اگر اُنہیں معلوم ہوتا تو وہ بھی حج تمتع کرتے۔

تیسری قسم حج افراد۔ قربانی ضروری نہیں ہے۔اس میں عمرہ نہیں کرتے۔وہاں کے مقیم یہی حج کرتے ہیں۔ یہ آس پاس کے لوگ صرف حج کے لئے آتے ہیں۔

ہم جب عمرہ یا حج کرتے ہیں شکر کی قربانی کرتے ہیں۔ کہ اللہ نے ہمیں اپنے گھر بلایا اور ہمیں اس کی توفیق دی۔ "اور جس کو (قربانی) نہ ملے وہ تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات جب واپس ہو۔ یہ پورے دس ہوئے۔ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس کے اہل وعیال مکے میں نہ رہتے ہوں اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے"﴿١٩٦﴾

حج میں قربانی لازم ہے لیکن اگر کوئی نہ دے سکے تو وہ تین روزے حج کے دنوں میں اور سات جب گھر واپس آجائے۔ یہ دس پورے ہو گئے۔

قربانی ایک گھر سے ایک فرض ہے لیکن اگر حج پر گئے ہیں تو سب کو اپنی اپنی قربانی دینی ہو گی۔

اپنی قربانی ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ جس کے گھر والے دور رہتے ہیں وہ وہاں سے ہی جانور خریدے گا۔ یہ رعایت صرف دور سے آنے والوں کے لئے ہے۔

چوتھی دفعہ اس رکوع میں آیا ہے کہ اللہ سے ڈرو۔

اگلے رکوع میں حج کے ناطے بہت سی دعائیں آرہی ہیں۔

اللہ سے دُعا ہے کہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رحمت میں رکھے۔ آمین